رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُورِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا

زنانہ اخبار
مصباح
مہینے میں دو بار

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر
قاضی محمد ظہور الدین اکمل

چندہ
دو روپے آٹھ آنے

نمبر	۱۵ مئی ۱۹۲۹ء	۵ ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ	جلد ۳

KHILAFAT LIBRARY

بہن اپنے مرحوم بھائی کی یاد میں

آہ! کیا کیا حسرتیں تھیں! دل میں کیا ارمان تھے
کیسے کیسے ولولے تھے! اور کیا سامان تھے
حوصلے کیا کچھ نہ تھے! لیکن وہ سب مہمان تھے
اِک نظر میں اے فلک تیری! وہ سب ویران تھے

دل کی دل میں رہ گئیں اور حوصلے بھی مٹ گئے
آن واحد ہی میں سب مضبوط رشتے کٹ گئے

زائد از طاقت ہے صدمہ کس طرح بتلاؤں میں
ہوں ستم دیدہ بہت پر کس کو یہ جتلاؤں میں
آہ دل درماں طلب ہے کس جگہ لیجاؤں میں
مضطرب! بیتاب ہے یہ کس طرح بہلاؤں میں

آہ نورِ چشم! بھائی! خواہرِ مہجور کا
وقت پیری تھا سہارا والدِ رنجور کا

تیری اس فرقت نے میرا کر دیا! سینہ تپاں
آہ میں کس کو بتاؤں اپنے دل کا رازداں
آہ میں کیونکر کروں اس رنج پنہاں کو عیاں
اشک خونی رات دن آنکھوں سے میری ہیں رواں

مجھ سے بڑھکر اس جہاں میں کون ہوگا بدنصیب

بُھول کر جسکو نہیں ہوتی کبھی راحت نصیب

دل میں تھی حسرت! کہ سہرا تجھکو اب پہناؤنگی
چاہتی تھی بھاوج میں جلدی بیاہ کر اب لاؤنگی

اب نکالوں گی میں سارے حوصلے جب جاؤنگی
اب خوشی مجھ کو ملیگی! میں خوشی کو پاؤنگی

آنکھ سہرے پر تھی میری! آسماں نے ناگہاں
آہ دکھلایا مجھے کچھ اور ہی اپنا سماں

پیارے بھائی!! تُو تو واں جنّت میں راحت کیش ہے
وصلت و اُلفت سے مادر کی! تو ہم آغوش ہے

"خواہرِ جنّت نشینہ" بھی تری ہمدوش ہے
پر بہن قسمت جلی! غم میں ترے مدہوش ہے

ایک مٹ چکتا نہیں غم!! قلب حسرت بار سے
دوسرا تیار! پوری طاقتِ رفتار سے

دیدۂ دیدار جُو کو! خون برساتے ہوئے
قلبِ حسرت بار کو! نالے بہم لاتے ہوئے

آہ! سہرے کی جگہ!! تربت پہ پُھول آتے ہوئے
تعزیت نامے کئی سینے کو برماتے ہوئے

دیکھ کر! میرا بھٹا جاتا ہے دِل رُکتا ہے دم
کچھ نہ تھا قسمت میں میری! ماسوائے دردوغم

آہ! اے چرخِ ستمگر!! کیا کیا تُو نے ستم
اُف ارے ظالم!! ناتواں کندھوں پہ یہ کوہِ الم

ہائے کیوں سینہ ترا خالی ہے از رحم و کرم
آہ! کیوں تانے سدا رکھتا ہے تُو تیغِ ستم

ہائے! مٹی میں ملایا تُو نے وہ اُٹھتا شباب
تیری اس نارِ جفا نے کر دیا دل کو کباب

رُخصت اے! بہنوں کے بھائی! باپ کے آرام جاں
ابرِ رحمت تیری تُربت پر رہے گوہر فشاں

جنّت الفردوس میں تجھ کو ملے! اعلیٰ مکاں
اور حاصل ہو تجھے قُربِ شہنشاہِ جہاں

شاق گو دل کو ہے یہ تیری جُدائی سر بسر
مرضیٔ خالق پہ ہم نے رکھ دیا ہے پر اپنا سر

الوداع! اے پیارے برادر دل سے ہے میری دُعا
ابرِ رحمت فضلِ باری کا رہے تجھ پر سدا

جنّت الفردوس میں آباد ہو دلشاد ہو
خاتمہ بالخیر کی ہے التجا یا ربّنا

اے شمیمِ خستہ جاں! تقدیر کا لکھا عیاں
صبر کر بس صبر کر! اور ختم کر آہ و فغاں

نتیجۂ طبع زادہ شمیم بیگم [illegible]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مصباح

قادیان دار الامان مورخہ ۱۵ رمئی ۱۹۲۹ء

نیکی کا محل

رضاء الٰہی

KHILAFAT LIBRARY

اللہ تعالیٰ کے اکثر ایسے بندے پائے جاتے ہیں کہ جو دوسروں کے ساتھ ہر موقعہ پر نیک سلوک اور احسان کرتے رہتے ہیں۔ لیکن بعض لوگوں میں باوجود ان طبعی جوشوں اور احسانوں کے یہ نقص ہوتا ہے کہ ان کو موقع اور محل پر استعمال نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے۔ ان کی یہ نیکیاں اور احسان بدیوں سے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ باوجود احسان کرنے کے ان میں یہ مخفی عیب ہوتا ہے کہ احسان کو بار بار یاد دلاتے اور اس بات کے متمنی ہوتے ہیں کہ جس سے ہم نے نیکی اور احسان کیا ہے۔ ممنون منت رہے اور اگر وہ انکا ہر وقت شکر گذار نہ بنا رہے [illegible] پر احسان فراموشی کی مہر بے تامل لگا دی جاتی ہے حالانکہ ہو سکتا ہے وہ انسان بوجہ ظاہر داری کی عادت نہ ہونے کہ اپنے دل میں اس کے احسان اور نیکی کی نہ صرف عظمت ہی رکھتا ہو۔ بلکہ اپنی دعاؤں میں بھی احسان کرنے والے کو یاد رکھتا ہو۔ گویا احسان کرنے والے اپنے اس غلط تصوّر سے ایک تو جس کے ساتھ کوئی نیکی یا احسان کرتے ہیں اس کی نیّت پر حملہ کرتے ہیں۔ دوسرا جو نیکی محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ اس سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ اس سے بھی ایک قدم آگے نکل جاتے ہیں مثلاً یہ کہ اپنے احسانوں کو مدِّ نظر رکھ کر انپر نامناسب بوجھ ڈالدیتے ہیں جس کی وجہ سے اپنی تمام نیکیوں اور صدقات پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ یہ عادت دینی علوم کی واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے بعض مستورات میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی عورت کسی غریب بہن پر کوئی احسان کسی رنگ میں کریگی۔ تو اسکے عوض میں مزید کام لینے سے بھی چین نہیں لے گی۔ حالانکہ انکو چاہیئے کہ اس مزدوری کے صلہ میں اور سلوک کریں۔ پہلا صدقہ یا احسان آپنے تو اپنے مالوں کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا اور دوسری [illegible] اس نے محنت کی ہے اس کی قدر گری ہوئی اور انعام عطا فرمائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایسے احسان کرنے والے لوگوں کو متنبہ کرنے کے لئے اس آیت کریمہ میں ارشاد فرماتا ہے

ولا تبطلوا صدقاتکم بالمنّ والاذیٰ

جس کا مطلب یہ ہے کہ اے احسان کرنیوالو اپنے صدقات کو جنکی بنا صدق یعنی خلوص پر ہے احسان جتانے اور تکلیف دینے سے برباد مت کرو۔ صدقہ کو صدق سے

مماثلت دی گئی ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اخلاص اور صدق نہ ہونے کی وجہ سے یہ احسان بناوٹ اور ریاکاری سے زیادہ حقیقت نہیں رکھیگا۔ اس لئے ہم میں ایسی اعلیٰ پایہ کی نیکی اور اخلاص ہونا چاہیئے کہ بغیر کسی صلہ کے احسان کرتی ہوئی اپنے اندر مسرت کی لہر پیدا کریں۔ بجائے احسان یاد دلانے کے اس محسن کا ممنون ہونا چاہیئے۔ کہ جس نے ہم کو ایک بہت بڑی نیکی کا موقع دیا گویا یہ نیکی کا آخری درجہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ انّ اللّٰہ یأمرکم بالعدل والاحسان وایتاءِ ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشآء و المنکر والبغی۔ جس کا یہ مطلب ہے (۱) نیکی کرنیوالوں کے ساتھ نیکی کرو۔ گویا یہ تو ایسی صفت ہے کہ ایک معمولی سا انسان بھی اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے (۲) ابتدا میں نیکی کرنا۔ اور بغیر کسی حق کے احسان کے طور پر فائدہ پہنچانا۔ یہ قربانی ہوتی ہے۔ بشرطیکہ غصہ کے وقت یا کسی اور موقع پر اس کو احسان فراموشی کا خطاب نہ دے۔ (۳) باوجود احسان کرنے کے شکرگذاری کے کلمات اس کے مُنہ میں ہوں۔ گویا ایسی ہمدردی سے نیکی ہو۔ جس طرح والدین اپنی اولاد سے کرتے ہیں۔ یہ آخری درجہ ایصال خیر کا ہے ان تمام نیکی کی قسموں کو موقع اور محل پر وابستہ کر دیا ہے۔ اور اس آیت میں کھول کر بیان کر دیا ہے۔ کہ اگر یہ نیکیاں اپنے اپنے محل پر ظاہر نہ ہونگی۔ تو یہ بدیاں ہو جائیگی۔ بجائے عدل کے فحشا بن جائیگا۔ مثلاً کسی نیکی میں حد سے آگے بڑھ [illegible] کی ایک صورت پیدا ہو جائے۔ مندرجہ بالا آیت سے صاف ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ ہر نیکی موقع و محل اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیجائے۔

خاکسارہ مریم بیگم کا کامری۔ یوگینڈا۔ مشرقی افریقہ

نزول مسیح موعود علیہ السلام

رحم کر رحم! اے غفور رحیم
اب نہیں وقت آزمانے کا
بھیجدے یا امام مہدی کو
یا طریقہ بتا بُلانے کا
اے امامِ زماں کہاں ہیں آپ
کچھ پتا دیجئے ٹھکانے کا
جلد آئے جو کوئی آتا ہے
پھر کب آئے گا وقت آنے کا

اوہو! شاید وہ آپ ہی کی دُعا تھی جسے میں نے درِ اجابت کھٹکھٹاتے دیکھا۔۔

کیا سچ؟ میری دُعا نے یہاں تک رسائی پالی؟ ہاں تو پھر کچھ جواب بھی ملا؟

جی ہاں! اندر سے ہاتف نے جواب دیا کہ

غیرتِ ختمِ رسلؐ کہتی ہے عیسیٰ سے نہ جا
جیتے جی غیر کا احساں میں اٹھاؤں کیسے
میری غیرت تو یہ منظور نہیں کر سکتی
ان کیؐ میں شان گھٹاؤں تو گھٹاؤں کیسے

آہ! افسوس!!! تو پھر کیا ہوگا؟ مطلعِ اسلام تاریک اور فضائے دنیا مکدّر ہو رہی ہے ایک اُمید تھی سو وہ

KHILAFAT LIBRARY

یہیں ٹوٹ گئی اب کیا ہوگا کیا اسلام کے دنیا سے مٹ جانے کا وقت آگیا ؟

ہرگز نہیں !! یہ اسلام تو ابدالآباد تک قائم رہے گا۔

تو پھر ؟ جبکہ تاحال حضرت عیسیٰؑ بھی تشریف نہ لائے اور آیندہ کے لئے آپ ناامیدی دلا رہی ہیں تو پھر اب اس اسلام کو سنبھالے تو کون ؟

جی نہیں میں نے ناامیدی تو نہیں دلائی بلکہ گلشنِ مقصود تک آپ کو پہنچا دیا اور لیلیٰ مراد کے پاس لا چھوڑا۔

KHILAFAT LIBRARY

کیسے کیسے ؟ ابھی تو آپ کہہ رہی تھیں کہ درِ اجابت سے جواب صاف ملا۔

جی ہاں ! لیکن جو طریق آپنے چاہا تھا اس سے جواب ملا نہ کہ عیسیٰؑ زماں سے اور میں آپکو بشارت دیتی ہوں کہ جس موعودؑ کی آمد کی آپ منتظر، جسکے نزول کے لئے بیقرار، اور جسکے دیدار کا اضطراب رکھتے ہیں وہ موعودؑ کب کا برپا ہوچکا اسکے روئے منوّر کی کرنیں ایشیاء سے یورپ تک جلوہ بار ہیں اور سعید دلوں کو جگمگا رہی ہیں۔ اس چاند کی ٹھنڈی لائٹ افریقہ کے تپتے ہوئے ظلمتکدوں کو گلشنِ صد بہار بنا رہی ہے۔ اسکے براہین قاطعہ امریکہ کے سائنسدانوں کو محوِ حیرت کر رہے ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ آپ ابھی تک اس سے محض بیگانہ و ناآشنا ہیں۔

اچھا تو یہ بات تھی ؟ جس کے لئے آپنے ہمیں حضرت عیسیٰؑ کی آمد سے ناامید کیا۔ مگر معاف فرمائیے حضرت عیسیٰؑ کے تو آسمان سے نزول کا وعدہ ہے اور آپکے موعودؑ تو زمینی ہیں پھر انکے صادق موعود ہونیکا کیا ثبوت ؟

انکے صادق ہونے کا وہی ثبوت ہے جو دیگر انبیاء کی صداقت کا، اور یہ کوئی مشکل مرحلہ نہیں ایک تھوڑے تدبّر سے حل ہوا جاتا ہے۔ مگر حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر جانا اور آنا یہ البتہ دِقّت طلب اور ناقابلِ قبول مسئلہ ہے عقل باور کرنے کو تیار نہیں کہ کیونکر جسد خاکی آسمان پر پرواز کر گیا اور پھر دو ہزار برس کی طویل مدّت سے وہیں اقامت گزین ہے۔

واہ ! یہ امر ممکن کیوں نہیں خدا قادر ہے جب قادر مانا تو یہ اسکی قدرت سے کچھ بعید اور مشکل نہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر لیجائے۔

قادر تو بیشک ہے مگر اپنی قدرت کے اظہار کا اس نے یہ اچھی ڈھنگ نکالا۔ اظہارِ قدرت کے سینکڑوں طریقے چھوڑ کر اپنی قدرت اس رنگ و انداز میں دکھائی کہ زمانہ مبتلائے صد شکوک ہوگیا۔ اچھا خیر یہ اسکی قدرت ہی سہی۔ مگر یہ تو کہیئے کہ وہ آخر اس طرح حضرت عیسیٰؑ کو لے کیوں گیا ایسی کیا افتاد پیش آئی تھی۔

آپکو معلوم نہیں ؟ انہیں یہودی لوگ سولی دینے لگے تھے اسوقت انہوں نے دعا کی کہ اے مولا مجھے ان گمراہوں سے نجات دے پس انکی دُعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے انکو ان بدکرداروں سے نجات دیکر اپنی طرف رفع کر لیا اور وعدہ فرمایا کہ اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح و ہدایت کے لئے انکو چودھویں صدی میں نازل فرمائیگا۔

KHILAFAT LIBRARY

خوب خوب!!! یہ تو آپ نے اچھی سنائی تو یوں کہیئے
کہ آخر خدا پر یہودی غالب آ گئے اور وہ خدا جو اتنی قدرت
وعظمت والا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کو دو ہزار سال تک
خلاف اپنے قانون کے بھی آسمان پر بٹھائے رکھ سکتا
تھا ان یہودیوں کے سامنے اسکی کوئی پیش نہ چلی انکو تو
اس حرکت بد کا مزا نہ چکھا سکا ناچار حضرت عیسیٰؑ کو
لیکر چرخ پر جا چڑھا اور ان گمراہوں کا اسقدر خوف
غالب آیا کہ حضرت عیسیٰؑ کو زمین پر بھی نہ چھپا سکا کہ
کہیں وہ پھر کھوج لگا کر ڈھونڈھ نکالیں آگے ہی
بمشکل بچا کر لیچلا ہوں واہ کیا قدرت کاملہ ہے۔
(نعوذ باللہ من ذالک) خیر یوں ہی سہی مگر یہ تو بتلائیے
کہ جب آگے حضرت عیسیٰؑ مٹھی بھر یہودی قوم میں گھر
گئے اور بغیر کامیابی پائے آسمان کی طرف پرواز کر گئے
تو اب اُمت محمدیہ جیسی وسیع قوم سے کیونکر عہدہ برآ ہونگے
اور جبکہ اُس مٹھی بھر قوم کی اصلاح قلوب نہ کر سکے تو
یہاں کس طرح کامیاب و فتحیاب ہونگے۔

"کیوں نہیں! یہ قوت خدا خود انہیں ودیعت کریگا
اور وہ ابکی ضرور غالب آئینگے کیونکہ خود خدا کا وعدہ ہے"

یہ تو بعید از عقل بات ہے کہ پہلے یہ قوت عطا
نہ کرنا بلکہ لیکر بھاگ جانا اور اب اتنی قوت بخشنا!!!
کچھ سمجھ نہیں آتی ایک طرف تو اپنے حبیب خاتم النبیینؐ
کو رسالت [illegible] بنانا انکا رتبہ سب سے بالاتر بتانا
پھر دوسری ہی [illegible] کی اُمت کی اصلاح کے لئے
بھیجنا عجیب معمہ ہے۔ ادھر یہودیوں کے سامنے
ہتھیار ڈالکر حضرت عیسیٰؑ کو لے بھاگنا ادھر اپنے
حبیبؐ سے کیئے ہوئے وعدہ کو توڑنا آپ سوچیں
تو سہی یہ کیا پہیلی ہے اُف بہن! یہ خدا تو نہ ہوا
خدارا سوچئے اور پھر سوچئے کہ اللہ تعالیٰ کی بے عیب
ذات میں ان امیدوں نے کسقدر عیب بھر دیئے
اور پھر ہمارے پیارے آقا و سردارؐ کی ذات اقدس
کیلئے کسقدر شرمساری کے سامان بہم پہنچائے۔

"اب ہم کیا کہیں خود خدا ہی نے تو یہ سب وعید
فرمائے ہیں ہمارا کیا قصور؟ آپ ہی بتلائیں کیا
حضرت عیسیٰؑ کیلئے نزول کا لفظ وعدہ نہیں ہے؟
اور کیا انکے سولی دیئے جانے کے موقعہ پر ان کے
رفع کا وعدہ فرمانا اور پھر تادیب اُمتؐ کیلئے نزول
فرمانا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ تم انہیں آسمان پر
لے گیا جبھی تو پھر نازل فرمائیگا آنحضرتؐ
کے لئے اسمیں شرمساری کی کونسی بات ہے میں تو
انکے لئے ندامت کی وجہ نہیں سمجھتی"

افسوس آپکے یہ دلائل نہایت کمزور اور غلط فہمی
پر مبنی ہیں سنیئے! آپکو معلوم ہو کہ ہر مبارک و مسعود
چیز پر نزول اور عطا کا لفظ عائد ہوا کرتا ہے۔
چنانچہ یہی وجہ عیسیٰؑ زمان کے نزول کی سمجھئے۔
اب رہا رفع آپ کا قول ہے کہ لفظ رفع ہی حضرت
عیسیٰؑ کے آسمان پر جانے کی دلیل ہے ورنہ دوسرے
انبیاءؑ کے لئے کیوں یہ نہ آیا سو اسکے لئے جاننا چاہیئے
کہ جن امور کے متعلق اعتراض و شکوک ہوں انہیں
کا ازالہ بھی ہوا کرتا ہے چنانچہ تمثیلاً قرآن کریم ہی
کی آیات لیجئے مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ۔ کہ حضرت سلیمانؑ

نے کفر نہیں کیا۔ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفاً وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ کہ ابراہیم راستباز تھے مشرک نہ تھے۔ پھر مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفاً مُّسْلِماً ۔ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ پکے مسلمان تھے" ان آیات کو سامنے رکھئے اور اپنے دل سے دریافت کیجئے کہ کیا سوائے حضرت سلیمانؑ کے دیگر انبیاءؑ نعوذ باللہ کافر تھے؟ کیا حضرت ابراہیمؑ کے سوا دوسرے انبیاءؑ مشرک تھے؟ کیا ابراہیمؑ کے سوا دوسرے نبیؑ یہودی عیسائی یا مشرک تھے؟ یقیناً آپ کا ایمان وضمیر اس کا جواب نفی میں دیگا اور عقل یہی کہیگی کہ یہ آیات اعتراضات کا ازالہ ہیں حضرت سلیمانؑ پر فتوئ کفر لگایا گیا تو قرآن کریم نے انکی ذات اس عیب سے مبرا بتلائی حضرت ابراہیمؑ کے متعلق یہودی یا عیسائی یا مشرک وغیرہ ہونے کا گمان کیا گیا قرآن کریم نے اس کا ازالہ فرمایا۔ اسی طرح یہودیوں نے اپنے زعم میں حضرت عیسیٰؑ کو سولی دیدی اور دنیا کا عقیدہ تھا کہ جو نبیؑ سولی دیا گیا اور سولی پر ہی اسکی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو وہ غیر صادق اور لعنتی ہے چنانچہ حضرت عیسیٰؑ کو سولی دیکر یہودیوں نے انکا غیر صادق ہونا قرار دیا تو جو صادق نہیں اسکا رفع کیسا؟ تو اس خیال بد کا قرآن کریم نے رد کیا کہ نہ انکی موت سولی پر ہوئی اور نہ انکے صادق ہونے میں کوئی شبہ!! کیونکہ انکا دیگر انبیاءؑ کی طرح خدا نے اپنی طرف بدستور رفع کیا ہے پس یہ لفظ رفع انکے صادق ہونے کی دلالت کرتا ہے نہ کہ آسمان پر

جانے کی (۳) آنحضرت صلعم کے لئے کیوں جائے شرم نہیں ایک طرف آپؐ فرماتے ہیں کہ اگر عیسیٰؑ اور موسیٰؑ بھی زندہ ہوتے تو میرے متبع ہوتے۔ دوسری طرف چودھویں صدی میں جناب عیسیٰؑ تشریف لے آئیں اور کہیں میں آنجنابؐ کی اُمّت کی اصلاح کے لئے آیا ہوں کیا یہ شرم کی بات نہیں کیا اس طرح آپؐ کے اقوال پر زد نہ پڑی؟ پھر جبکہ آپؐ کی رسالت کامل واتم قرار پا چکی تو تو اب دوسرا نبی آپؐ کی اُمّت کی اصلاح کیلئے آیا تو اس سے یہ نتیجہ نہ نکلیگا کہ اس نبوّت ورسالت میں کامل اہلیت اصلاح وتادیب کی نہیں ورنہ کیوں دوسرا اسکی اُمّت کی اصلاح کیلئے آتا۔ اور یہ بات دعوئ اکملیت کے سامنے کیا نہایت ہی ندامت آمیز نہیں ہے؟ نیز اسی طرح یہ امر اس صادق القول یعنی ذات احدیت کیلئے ایک بدنما داغ کا مترادف ہے کیونکہ وہ اپنے حبیبؐ سے وعدہ فرما چکا ہے کہ اب قیامت تک تیرا ہی دین اور تیرا ہی فیض دُنیا کا رہبر اور مصلح ہے۔ اب ایک معمولی انسان بھی تو زبان دیکر پھر اسکے خلاف کرنا نہیں چاہتا تو وہ ذاتِ پاک کیونکر گوارا کریگی؟

ہاں بیشک تا قیامت مصلح تو آنحضرتؐ ہی ہیں۔ لیکن اگر مسیحؑ ناصری نزول فرمالیں تو اس سے آپؐ کی حد نبوّت میں کوئی حرف تو نہیں ہے اور نہ اس سے آپکی نبوّت زائل ثابت ہوتی ہے یہ تو اسی خدا کا دین اور اسی کی مخلوق ہے جس طرح چاہے کرے آنحضرتؐ کی نبوّت کے اقتدار میں مسیح ناصریؑ کا تشریف لانا کوئی حرج یا نقص نہیں ڈالتا۔

KHILAFAT LIBRARY

واہ یہ تو آپنے ایک ہی کہی بھلا جو وارث اپنی جائداد کی سنبھال و حفاظت خود نہیں کر سکتا اسکو اسکا اہل اور دانشمند کیونکہ کہیں گے۔ کیا آپکو معلوم نہیں کہ جاگیر "کورٹ آف وارڈ" کس لئے کی جاتی ہے؟ صرف اس لئے کہ اس کا وارث نا اہل ہوتا ہے۔ یہ تو آپنے اچھی کہی کہ باوجود دوسرا منتظم معین کر دینے کے پہلے منتظم کی قابلیت میں کوئی فرق ہی نہیں آتا۔ مَیں آپ ہی کی فطرت سے ایک سوال کیوں نہ کروں؟ بتلایئے کہ شوہر جو عورت کا خدائے مجازی ہے اور جس نے خانگی اختیارات پورے پورے عورت کو دے رکھے ہیں اپنے گھر کی "ملکہ" تسلیم کرا اور کرا چکا ہے وہ اسی گھر کے انتظام کے لئے ایک دوسری عورت (خواہ عارضی ہی طور پر) لے آئے اور کہے کہ اب اس گھر کے اختیارات و اخراجات اسکے حوالہ کردو یہی کل دیکھ بھال کریگی تم بھی ہو تو بدستور "ملکہ" ہی مگر انتظام اسکے سپرد ہوں تو کیا آپکے اقتدار و ملکیت کو اس فعل سے کوئی ٹھیس تو نہ لگے گی؟ اور کیا آپ کا دل اس طرح مجروح نہ ہو جائیگا؟ - یقیناً ہوگا۔ پس بالکل اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ اس صورت میں کہ حضرت مسیح ناصریؑ ہی دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں اور اُمت محمدیہ کو سنبھالیں آنحضرت صلعم کے اقتدار کو ضرب پہنچتی ہے۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ دین محمدیؐ ہی نامکمل ٹھیرتا ہے اور نہ صرف یہی کہ خدائے قدوس کا وعدہ خلاف ہوتا ہے بلکہ اسکے علاوہ خدائے عزّ و جل کی قدرت کاملہ کی توقیر بھی دل سے کم ہو جاتی ہے اسلئے کہ اس طرح دلوں میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ قدرتِ خدا کے ہاتھوں بس ایک مسیح ناصری ہی اتفاق سے نادر الوجود پیدا ہو گئے اب ویسا اور تو اسکی قدرت پیدا نہیں کر سکتی اسی وجہ سے ایک مفلس نے خرقۂ پارینہ کی طرح اس نبی کو سنبھال کر آسمان میں چھپا دیا کہ اور دوسرا تو اب مجھے ایسا بنا لینے کی قدرت باقی نہیں لہٰذا اسی کو سنبھال رکھوں کہ بر وقت ضرورت اصلاح اُمت محمدیہ کا اس سے کام لوں۔ سوچئے تو سہی کہ یہ عقیدہ دُنیا کو کس عمیق گمراہی کی طرف ڈھکیلتا ہے؟

(باقی آئندہ)

عاجزہ امۃ الحفیظ بیگم - از مانڈلے - برما

میری سیر

(نمبر ۳)

قلعہ آگرہ

یہ عظیم الشان قلعہ مغل شہنشاہ اکبر کی یادگار ہے۔ اکبر کا بیٹا جہانگیر لکھتا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اس قسم کا قلعہ دنیا بھر میں اس سے بڑا کہیں نہیں اور نہ ہی اتنا مضبوط۔ یہ تمام سنگ سُرخ کا بنا ہوا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ایک سُرخ رنگ کا پہاڑ کھڑا ہے۔ اسکے گرد اگرد ایک زبردست خندق ہے جس میں عہد مغلیہ میں ہر وقت پانی رہا کرتا تھا تاکہ دشمن آسانی سے اندر نہ آسکے۔ قلعہ میں داخل ہونے کا گیٹ بہت بڑا ہے دو تین سے زیادہ ہاتھی ایک وقت میں گذر سکتے ہیں۔ اس دروازہ پر دس پندرہ گورے بندوقیں

سے لئے ہر وقت کھڑے رہتے ہیں اس سے ذرا دور جانے پر ایک اور پھاٹک ملتا ہے اس پر بھی آٹھ دس گورے بندوقیں کندھوں پر لٹکائے کھڑے تھے۔ دو اور پھاٹک یکے بعد دیگرے آئے اس میں بھی مسلح گوروں کا پہرہ تھا۔ چوتھے پھاٹک سے نکلکر ہم خاص قلعہ میں داخل ہوئے۔ دیکھتے ہی آنکھیں کھل گئیں۔ پرانے بادشاہوں کی شان و شوکت کا پورا پورا نقشہ آنکھوں کے آگے پھر گیا۔ اور بے اختیار منہ سے واہ وا نکل گئی۔

اس قلعے کو اس ترتیب سے بنایا گیا ہے کہ ماہران فن عمارت دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کوئی کمزوری کسی لحاظ سے اس میں نہیں پائی جاتی غرض ہر لحاظ سے مکمل ہے اسکو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک وہ حصہ جس میں شاہی عمارات وغیرہ ہیں اور دوسرا وہ حصہ جو محض فوج کیلئے خاص ہے یہ دونو حصے ایک دوسرے سے بالکل الگ الگ ہیں۔

قلعے میں داخل ہوتے ہی کچھ آگے بڑھ کر دائیں جانب شاہی بیگمات کے محل شروع ہو جاتے ہیں۔ پہلے ہی ایک بہت بڑا کمرہ آتا ہے جو دیوان خاص کے نام سے مشہور ہے اس کمرے کی دیواروں پر پچیکاری کی ہوئی ہے اور چھت پر نہایت خوبصورت گلکاری ہے اور ایسے نازک اور باریک بیل بوٹے ہوئے ہیں کہ دیکھ کر جی نہیں بھرتا۔ دیوان خاص کے صحن میں ایک بڑا سنگ موسیٰ کا تخت ہے اسکے چاروں طرف فارسی کے شعر کھدے ہوئے ہیں اس پر بیٹھ کر اکبر بادشاہ دربار کیا کرتے تھے۔ بادشاہ کے تخت پر ایک گولہ لگنے کا نشان ہے۔ یہ اسوقت لگا تھا جب مہاراجہ بھرت پور سے لڑائی ہوئی تھی۔ آگے چل کر رانی جودھا بائی کا محل آتا ہے یہ محل اکبر نے اپنی ہندو رانی کے لئے ہندوانہ طرز کا بنوایا تھا۔ اور علاوہ مسجد و ں کے ایک عمارت مندر نما بھی ہے جس میں اسکی ہندو رانی عبادت کیا کرتی تھی۔ یہ بلڈنگ ایک بہت بڑی عمارت ہے جس میں قیمتی اور اعلیٰ پتھر لگے ہوئے ہیں۔ اور دیواروں پر جانوروں کی تصویریں وغیرہ بنی ہوئی ہیں یہ محل بالکل جمنا کے کنارے واقع ہے اسمیں ایک راستہ بنا ہوا ہے جس میں سے رانی جمنا میں اشنان کرنے جایا کرتی تھی۔ اس محل کے برابر نور جہاں کا محل ہے جو جہانگیر بادشاہ نے اسکے لئے بنوایا تھا۔ اس محل کی تمام دیواریں اور چھت سنہری بیل بوٹوں اور کئی قسم کے نقش و نگار سے آراستہ ہیں۔ مگر کئی جگہ سے بیل بوٹے اڑ گئے ہیں اور بہت سا حصہ جلکر سیاہ ہو گیا ہے یہ اسوقت ہوا تھا جب مہاراجہ بھرت پور نے آگرہ پر قبضہ کیا تھا تو اس نے اسے جلوا دیا تھا۔ چھت کے ایک حصے کے نقش و نگار لارڈ کرزن نے درست کروانے شروع کیئے تھے مگر تھوڑے ہی حصہ میں کئی ہزار کا سونا کھپ گیا اس لئے یہ کام بند کرنا پڑا۔ سچ ہے یہ اگلے بادشاہوں کا ہی حوصلہ تھا کہ کروڑوں روپیہ لگا کر ایسی عمدہ اور عظیم الشان عمارتیں بنوا کر اپنی یادگار چھوڑ گئے۔ جتنی جگہ لارڈ کرزن نے درست کروائی ہے اسکے دیکھنے سے یہ ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ یہاں گلکاری کا پیوند لگایا گیا ہے۔

نور جہاں کے محل کے برابر ممتاز محل کی محل سرا ہے

KHILAFAT LIBRARY

یہ محل شاہجہان نے اپنی چہیتی بیوی ممتاز محل کے لئے بنوایا تھا۔ یہ محل سب محلوں سے بڑھکر خوبصورت ہے اسے غالباً سنہری محل کہتے ہیں یہ تمام عمارت قیمتی سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔ دیواروں پر ہر رنگ کے پتھروں سے جانوروں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں چھت میں ایک قسم کے چمکدار پتھر لگے ہوئے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بن کر تیار ہوا ہے۔ محل کے صحن میں ایک سنگ مرمر کا حوض ہے جس میں چھوٹے چھوٹے فوارے لگ رہے ہیں۔ ان فواروں میں گلاب کیوڑا بھرا جاتا تھا۔ اس کے پاس شاہی غسل خانہ ہے یہ غسل خانہ بے انتہا خوبصورت ہے اسے شیش محل کہتے ہیں اسوجہ سے کہ بہت سے شیشے اور کٹی ہوئی ابرک ان میں لگائی گئی ہے۔ حمام کے دو کمرے ہیں جن میں ہزاروں تختیاں بنی ہوئی جن میں سنہری اور روپہلی منبت کاری پھول محدب شیشے کی سطح پر لگائے گئے ہیں چھتوں پر ساری لپائی ابرک کی ہے۔ جس سے وہ بالکل چاندی کی معلوم ہوتی ہیں۔ ہمارے سامنے ایک شخص نے بتی جلا کر دکھایا تو چمک کی وجہ سے ہماری آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔ دوسرے کمرے کے داخلی دروازے میں طاقوں کی تین قطاریں چراغوں کے لئے ہیں اسکے نیچے ذرہ آگے بڑھی ہوئی قطاریں سنگ مرمر کے طاقوں کی ہیں۔ کہتے ہیں کہ اوپر سے نہر کی چادر بالائی طاقوں پر خوب پھیل کر گرتی تھی پھر اس کا پانی حوض میں جمع ہوتا تھا۔ اور دوسری چادر نیچے والے طاقوں میں گرتی تھی اس چادر [illegible] ہوتا تھا کہ

دیکھنے میں ایسا معلوم دیتا تھا کہ گویا اس چادر کے پیچھے چراغ جل رہے ہیں پھر پانی بہ کر ایک فوارے میں آتا تھا جو ان چراغوں کی روشنی میں جگمگ جگمگ کرتا تھا یہاں پانی سنگ مرمر کی نہر میں کچھ دور بہکر ایک حوض میں گرتا تھا۔ پھر یہاں سے ایک فوارہ چھوٹتا تھا جو پہلے کمرے میں ہے۔ خیال کرنا چاہیئے اسوقت وہاں بیٹھنے والوں کو کیسا لطف آتا ہوگا۔ اس محل کے پاس ایک کمرہ ہے جس میں بیگمات بعد غسل کے جمنا اور تاج محل کا جو کچھ فاصلے پر ہیں نظارہ کیا کرتی تھیں۔ حمام کی خوبصورتی اور نفاست کو دیکھکر ہم محو حیرت ہو گئے دل میں خیال آیا کہ یا الٰہی وہ کس دماغ کے لوگ ہونگے کہ جنکے حمام ایسے اعلیٰ ہیں۔ محلوں کے صحن میں چمن بندی کے لئے سرخ پتھر کی پختہ روشیں ہیں جنکے نقشے بے انتہا خوبصورت ہیں۔ یہاں سے نکل کر ہم نے ایک گول کمرہ دیکھا جسے بنگالی برج کہتے ہیں یہ یہ ایک بہت خوشنما عمارت ہے۔ یہاں بیگمات شاہی باہر کی ملنے والی عورتوں سے ملاقات کرتی تھیں اور یہاں ہی عورتوں کی مجلس ہوا کرتی تھی۔ اس کے باہر کی طرف ایک بہت بڑا کنواں جس میں سے اترنے کا راستہ اندر کی طرف ہے اور اس میں بہت سے چھوٹے چھوٹے کمرے ہیں اسے اکبری باؤلی کہتے ہیں موسم گرما میں شاہ اکبر ان کمروں میں جو کنوئیں میں بنے ہوئے ہیں دوپہر کا وقت گذارا کرتا تھا۔ کیونکہ یہاں بہت ٹھنڈک ہوتی ہے۔ بنگالی برج سے باہر بائیں طرف

KHILAFAT LIBRARY

ایک کھلی جگہ آتی ہے - اس میں بہت سی عمارتیں نہایت قیمتی پتھروں کی بنی ہوئی ہیں قریب ہی ایک کمرہ ہے جس میں ایک بہت بڑا دروازہ رکھا ہوا ہے اسکے متعلق مشہور ہے کہ یہ وہی سومنات کا دروازہ ہے جو سلطان محمود غزنوی توڑ کر اپنے ساتھ غزنی میں لے گیا تھا اور بعد میں برٹش گورنمنٹ نے اس کو واپس لے لیا تھا - مگر یہ غلط ہے معلوم ہوتا ہے کہ سومنات کے مندر کا دروازہ یہ نہیں اور نہ ایسے لایا جا سکتا ہے یہ محض نقل ہے اس دروازے کی جو سومنات کا تھا غالباً ہندوؤں کی دلجمعی کے لئے یہ روایت مشہور کر رکھی ہے - اس کمرے کے آگے اور محلات ہیں جن میں ایک سمن برج کہلاتا ہے اسکا رخ جمنا کی طرف ہے یہ شاہجہان کی خاص آرامگاہ تھی - اس مکان کے بیرونی دروازے پر ایک چھوٹا سا سبز رنگ کا پتھر جڑا ہوا ہے جس میں تاج محل کا عکس پڑتا ہے - نیچے ایک بند جگہ ہے کہتے ہیں کہ یہاں بادشاہ دنگل کے روز شیر اور ہاتھی کی لڑائی کو آکر دیکھا کرتے تھے اسکے آگے چلکر نگینہ مسجد ہے - اور اس سے باہر نکل کر جوہری بازار آتا ہے یہاں بازار لگا کرتا تھا - جس میں عورتیں اور چھوٹے بچے دوکانیں لگایا کرتے تھے - اور شاہی بیگمات آکر اپنی ضروریات کی چیزیں خریدا کرتی تھیں یہاں سے باہر نکل کر موتی مسجد آتی ہے یہ سب سفید سنگ مرمر کی ساختہ ہے بڑی عالیشان اور بہت خوبصورت ہے مسجد کے صحن میں ایک حوض ہے جو اب بالکل خشک ہے - مسجد خاصی کھلی ہے - نگینہ مسجد کے قریب ایک چھوٹی سی کوٹھری ہے جہاں شاہجہان بادشاہ کو نظر بند کیا گیا تھا - اسکے کچھ فاصلے پر باہر کی طرف دیوان عام ہے دیوان عام بھی دیوان خاص کی طرح پچیکاری اور خوبصورت گلکاری سے آراستہ ہے - یہاں ایک بہت بڑا پلیٹ فارم بنا ہوا ہے - یہاں بادشاہ سلامت جلوہ افروز ہوتے تھے - اور نیچے امراء اور وزیروں کے بیٹھنے کی جگہ ہے - شہنشاہ جہانگیر نے یہاں ایک زنجیر عدل لگوائی تھی جو تمام سونے کی بنی ہوئی تھی تاکہ جو بادشاہ تک براہ راست اپنی درخواست پہنچانی چاہے وہ اسکو مقررہ وقت پر ہلائے اور دربار تک پہنچے - اب یہ زنجیر موجود نہیں بلکہ بعد کے فاتح لوگوں نے اتار لی - ان عمارتوں کے علاوہ قلعہ میں اور بہت سے چھوٹے چھوٹے حمام دیوان خانے اور دو تین خوبصورت باغ ہیں -

شاہان مغلیہ کی عالیشان و نادر عمارتیں دیکھ کر بخدا میرا تو جی بھر آیا - اور ان کی شان و شوکت کا مکمل نقشہ آنکھوں کے آگے پھر گیا - گو وہ آج دنیا میں خود موجود نہیں مگر جب تک یہ عظیم الشان عمارات دنیا میں موجود ہیں - گذرے ہوئے بادشاہوں کی شان اور شوکت و دبدبہ شاہی کا پورا پورا ثبوت دیتی رہیں گی ؏

ب - خ - ن بنت شیخ
مولا بخش صاحب مرحوم - لاہور

KHILAFAT LIBRARY

رپورٹ لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ

بابت ماہ اپریل ۱۹۲۹ء

لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ کے ماہواری جلسے اور سکول میں لیکچر باقاعدہ ہوتے ہیں اپریل ۱۹۲۹ء کے ماہواری جلسہ میں محترمہ زینب بی بی صاحبہ نے تلاوت و نعت خوانی کے بعد ایک اخلاقی نصائح پر مشتمل مضمون پڑھا۔ پھر ہیڈ مسٹرس صدیقہ بیگم نے طریق دعا پر ایک مفید مضمون پڑھا۔ خادمہ کی تقریر بوجہ خاص ضرورت امام و صداقت مسیح موعودؑ پر تھی۔ سیدہ محمودہ نے دُرِّ ثمین سے ایک نظم پڑھی۔ اور طالبات سکول سے چند مذہبی سوال کئے جنکے تسلی بخش جواب دینے کے بعد لڑکیوں نے ایک دعائیہ نظم پڑھی بعدہٗ سکول کی ترقی کے لئے خاص کوشش کی طرف توجہ دلاتے ہوئے جلسہ برخاست کیا۔

احمدیہ گرلز سکول اب کے بھی خدا کے فضل سے نتیجہ میں اوّل رہا اور بغیر کسی خاص کوشش کے مڈل منظور ہو گیا۔ انجمن احمدیہ سیالکوٹ نے مڈل کے بڑھتے ہوئے اخراجات اور ذمہ واریوں کی طرف توجہ دلائی جسکے جواب میں لجنہ نے متفقہ آواز سے کہا کہ لجنہ سکول کو مڈل اور کامیاب مڈل بنانے کیلئے ہر ممکن کوشش کریگی اور انشاء اللہ تعالےٰ بطریق سابق اخراجات سکول کی ذمہ دار ہو گی۔

سیدہ فضیلت سیکرٹری لجنہ اماء اللہ
سیالکوٹ شہر

لجنہ اماء اللہ قادیان دار الامان

یوں تو ہر ہفتہ احمدیہ خواتین کی انجمن کے اجلاس ہوتے ہی رہتے ہیں مگر ہفتہ گذشتہ کے متعلق یہ امر قابل اشاعت ہے کہ لجنہ اماء اللہ قادیان نے "حفظ ناموس رسول اللہ صلعم" کے ۲ جون ۱۹۲۹ء والے سالانہ جلسوں کی خاطر پیش قدمی شروع کی اور اس جمعہ کے اجلاس میں قرار پایا کہ پہلے قادیان کے ہر محلہ یعنی دار الرحمت۔ دار الفضل۔ دار العلوم۔ دار السلام۔ دار البرکات۔ دار الامان وغیرہ میں زیر نگرانی لجنہ اماء اللہ خواتین کے اجلاس منعقد کیئے جائیں یہ جلسے اوّل تو ہر ہفتہ ورنہ پندرہ روزہ ہونگے انشاء اللہ۔

بتاریخ یکم مئی ۱۹۲۹ء ٹھیک ۳½ بجے بصدارت حضرت ام ناصر احمدؐ صاحبہ محلہ دار الرحمت میں بر مکان شیخ نیراں بخش صاحب جو (ایک وسیع اور کھلی جگہ ہے) شامیانہ کے نیچے کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ پہلے محمودہ خاتون صاحبہ مالیر کوٹلہ نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اسکے بعد احمدی بی بنت حق نواز خانصاحب ایک چھوٹی ۸ سالہ لڑکی نے ایک نظم سنائی اسکے بعد محمد بی بی اہلیہ نذر حسین صاحب لفٹیننٹ نے اپنا مضمون "محبت اللہ و محبت خلق اللہ" پر پڑھا اسکے بعد مریم بیگم صاحبہ اہلیہ جناب حافظ روشن علی صاحب نے اپنا مضمون "نماز کی پابندی" پر لکھا ہوا پڑھا۔ اسکے بعد محمودہ خاتون صاحبہ کا مضمون "ہدایات جلسہ خواتین" پڑھا۔ اور اہلیہ صاحبہ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کا مضمون "لِمَ تقولون مالا تفعلون" جسے محترمہ ام طاہر احمد صاحبہ نے پڑھا پر شستہ [illegible]

صاحبہ نے اپنا مضمون "عورتوں کے فرائض" پر پڑھا۔ اسکے بعد زینب صاحبہ (جو آنکھوں سے معذور بہن ہیں) نے ایک تقریر شکر گذاری پر کی یہ تقریر ہماری بہت سی بینا بہنوں کے لئے قابل تقلید ہونی چاہیئے۔

اسکے بعد محترمہ اُمّ داؤد صاحبہ نے احمدی خواتین بحیثیت بیٹی - بیوی اور ماں پر اپنا مضمون پڑھا آپکا مضمون وسیع معلومات سے پُر تھا۔ ۶ بجے شام اجلاس بخیر و خوبی ہُوا۔

محترمہ والدہ صلاح الدین صاحبہ اور مہر النساء صاحبہ نے انتظام میں بہت حصّہ لیا۔ جزاہم اللہ ؏

ناچیز سکینۃ النساء

ایڈیٹر:۔ اس رپورٹ سے اور مضامین کے عنوانات سے یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ ۲ رجون کے جلسوں کے متعلق کیا کاروائی ہوئی

شادی

عزیزہ زہرہ خاتون بنت شیخ امیر اللہ صاحب احمدی کی شادی مولوی محمد عنیت صاحب قریشی مبلغ کے ساتھ جو ڈیڑھ برس ہُوا قادیان سے اڑیسہ میں آئے ہوئے ہیں۔ بمقابلہ دو ہزار پانچسو ایک اشرفی مہر کے (اشرفی ۱ — ۰۰ روپے ۲۵) ۲۸ راپریل ۱۹۲۹ء کو ہو گئی۔ مولوی اختر الدین صاحب کٹک شہر سے نکاح خوانی کو آئے۔ احمدی اور غیر احمدی معزّزین شامل جلسہ ہوئے۔ سب سے بڑھکر خوشی کی یہ بات ہے۔ کہ قریشی صاحب اب کندرہ پاڑہ کو اپنا مرکز بنا کر تبلیغ احمدیت کرینگے۔ کندرہ پاڑہ کی جماعت ترقی کر رہی ہے شیخ امیر اللہ صاحب نے اپنے دو مکان مولوی صاحب کی رہائش کیلئے وقف کئے ہیں۔ بہنیں دُعا کریں۔ کہ یہ شادی مبارک ہو۔ اور دونو میاں بیوی دین کی خدمت کر سکیں اللہ جلد کرے ؏

راقم زبیدہ خاتون سکرٹری لجنۃ اماء اللہ کندرہ پاڑہ ضلع کٹک

خواتین جماعت کیلئے ایک عجیب تحفہ مُفت

جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے سول سرجن ہونے کی خوشی میں

جناب ڈاکٹر صاحب موصوف خاندان نبوّت کے ایک محترم رکن اور سلسلہ کے قابل ترین احباب میں سے ہیں حال میں آپکے کیمل پور کے سول سرجن ہونیکی خبر احباب الفضل میں پڑھ چکے ہیں۔ یہ خبر سلسلہ احمدیہ کے ہر فرد کیلئے یقیناً نہایت باعث مسرّت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار فضل و احسان ہے کہ اُس نے ڈاکٹر صاحب محترم کو اس اعزاز مرحمت فرمایا۔ مجھے آپ محترم کے اس اعزاز سے بے انتہا خوشی ہوئی اور مَیں اس خوشی میں اعلان کرتا ہوں کہ ایک مہینے تک ایک نہایت عجیب اور حیرت انگیز تحفہ یعنی معمولی چاول پر پوری سورہ اخلاص لکھی ہوئی احباب جماعت کی خدمت میں بالکل مُفت ارسال کرونگا۔ تاکہ وہ احباب کے پاس ڈاکٹر صاحب محترم کے اس اعزاز کی ایک یادگار رہے۔ پس جو صاحب چاہیں فوراً منگالیں ؏

نیز کتاب بخار دل جو ڈاکٹر صاحب محترم کی بے نظیر نظموں کا نہایت دلچسپ مجموعہ ہے اور جو مَیں نے پچھلے دنوں شائع کیا تھا۔ اسکی بھی پچاس کاپیاں احمدیہ لائبریریوں کو مُفت دینے کا اعلان کرتا ہوں جہاں جہاں احمدیہ لائبریریاں ہوں فوراً منگالیں ؏ پتہ:۔ شیخ محمد اسمٰعیل - پانی پت۔

امتحان

امسال پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے قادیان بھی السنہ مشرقیہ کے امتحان کا سنٹر خواتین کے لئے مقرر ہُوا ہے مولوی کے امتحان میں ۱۳ رمئی کو ۱۲ طالبات شریک ہوئی ہیں۔ لیڈی سپرنٹنڈنٹ نگرانی کر رہی ہیں ؏

اللّٰھم اجعلھا لنا فرطاً۔ افسوس ہے کہ برادر عزیز چوہدری شکر اللہ خاں صاحب رئیس ڈسکہ کی پیاری بچی تنویر الاسلام عطیہ اللہ فوت ہو گئیں۔ اس صدمہ میں ہمیں ... بنات سے بہت ہمدردی ہے ؏

KHILAFAT LIBRARY

مسیح ہندوستان میں

خوشتر آن باشد کہ سر دلبراں ٭ گفتہ آید در حدیث دیگراں

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم کے ساتھ ہم عاجز مخلوق پر حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے دنیا کے اندر جلوہ فرما ہو کر معارفِ قرآنی کو ظاہر کیا۔

اے مسیحِ قادیاں جان و دلم بر تو فدا
تو نے پھر اسلام کو دنیا میں زندہ کر دیا

مَیں اپنی بہنوں کی خدمت میں ظاہر کرنا چاہتی ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنی پاک کتاب "مسیح ہندوستان" کے اندر صاف صاف بیان فرما دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری ہندوستان میں آکر باقی ماندہ زندگی گذار کر مالک حقیقی کو جا ملے تھے۔ اور محلہ خانیار سرینگر کشمیر کے اندر مدفون ہیں۔

مَیں خداوند کریم کی قسم کھا کر کہتی ہوں۔ کہ مَیں حضرت سلطان القلم مہدیٔ زمان مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ہر ایک بات کو سچ جانتی ہوں۔ کیونکہ خداوند کریم سے خبر پا کر ہر ایک بات کو ظاہر فرمایا کرتے تھے۔

لیکن وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اس بات کو کسی وجہ سے ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میرے مندرجہ ذیل حوالہ پر ضرور غور فرمائیں ہو سکتا ہے کہ خداوند کریم انکے سینوں کو کھول دے۔ ملاحظہ ہو:۔

پران (۱۹)

پرتی سرگ پرب کھنڈ ۳ - ادھیائے ۲ شلوک ۲۱ تا ۳۱

بکرما دتیہ کا پوتا راجا شالباہن گدی پر بیٹھا - اور وہ ایک دیش کا راجہ ہُوا - ایک بار شک دیش کا راجہ شالباہن ہمالہ کی چوٹی پر گیا۔ (۲۱) تو اس طاقتور راجہ نے ہون دیش کے بیچ میں پہاڑ پر بیٹھے ہوئے ایک گورے رنگ والے سفید کپڑے پہنے ہوئے پاک انسان کو دیکھا۔ (۲۲) راجا نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں۔ وہ خوش ہو کر بولا۔ مَیں کماری کے گربھ (حمل) سے پیدا ہُوا خدا کا بیٹا ہوں۔ (۲۳) مَیں پرمیشور کی بانی کا اپدیشک (رسول) اور ستیہ برت (سچائی) کا دیا دن کرنے والا ہوں۔ "یعنی قبول کرنیوالا ہوں" یہ سُنکر راجہ نے کہا۔ آپ کونسے دھرم کو مانتے ہیں۔ (۲۴) وہ بولا مہاراج ملیچھ دیش میں ستیہ کے ناش ہونے (سچائی نہ ہونے) اور مریادا کے ٹوٹ جانے سے مَیں مسیح روپ میں پرگٹ ہُوا ہوں (یعنی ظاہر ہُوا ہوں) (۳۱) ایش کی مورتی ہردے میں پراپت ہونے کے کارن میرا عیسیٰ مسیح یہ نام مشہور ہے۔

اس حوالہ کو پڑھکر بالکل عیاں ہو گیا ہے۔ کہ مسیح ناصری یقیناً ہندوستان میں آکر فوت ہوئے تھے۔ اسلئے مَیں حق کے طالب۔ دانشمند اور بزرگ غیر احمدی بہن اور بھائی کی خدمت میں عرض کرتی ہوں۔ کہ وہ حضرت مسیح قادیانی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے دعویٰ پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔ کیونکہ پہلے صادقوں اور ماموروں کی مخالفت کرنے والوں نے کیا پھل کھایا۔ جو آج کوئی اٹھائیگا۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ذریعہ ہزاروں نہیں لاکھوں

نشان ظاہر ہوئے۔ اور آپکے مخالفوں نے آپکی مخالفت کرکے مزا چکھ لیا۔ اب مَیں حق کے طالب اور راستی کے بھوکے پیاسے بھائی اور بہن کی خدمت میں عرض کرتی ہوں کہ وہ کسی مفید نتیجہ پر پہنچنے کے لئے دعاؤں سے کام لیں مَیں اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتی کہ اللہ تعالیٰ اب آپکے سینوں کو کھول دے اور نیکی اور بھلائی کے فرشتوں کے ذریعہ آپکی مدد کرے۔ آمین +

جلسہ خواتین احمدیہ راولپنڈی میں

مورخہ ۲۸ اپریل صبح ۸ بجے احمدی مستورات راولپنڈی ومضافات کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جسمیں حضرت علامۃ الدہر مولانا راجیکی صاحب اور مولوی محمد یار صاحب فاضل نے احمدی مستورات کو قیمتی پند و نصائح سے مستفیض و مستفید فرمایا۔

پہلی تقریر مولوی محمد یار صاحب فاضل نے کی جس میں مستورات کو خدمت دین و اشاعت اسلام کے اہم فریضہ کیطرف متوجہ فرمایا۔ اور انفاق فی سبیل اللہ کی تحریص و ترغیب دلائی۔ آپنے فرمایا۔ حضرت مسیح موعود احمد جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ السلام نے عورتوں کے حقوق دوبارہ قائم کیئے۔ اور صنف نازک پر احسانات عظیمہ فرمائے۔ پس ہر مومنہ کا فرض ہے کہ اُس احسان کا بدلہ اتارے۔ یعنی تبلیغ اسلام میں قلمی۔ درمی۔ سخنی ہر قسم کی قربانیاں کرنیکے واسطے ہر وقت طیار رہے۔ مَردوں سے بھی آگے بڑھنے کی سعی کرنی چاہیئے۔ اور چونکہ عورتوں کے اموال الگ ہوتے ہیں۔ اسواسطے چندہ بھی علیحدہ دینا ضروری ہے۔

ایفائے عہد اصل نیکی ہے۔ پس وعدہ کرکے اُس کو فراموش نہ کردینا چاہیئے۔ وعدہ خلافی منافق کی علامت ہے۔ دس شرائط بیعت کو ہر وقت مدنظر رکھو۔ اور اپنے آپکو حقیقی مومنہ ثابت کرنیکی سعی کرو۔ تا تم قبول کیجاؤ +

ازاں بعد فاضل راجیکی صاحب نے تقریر فرمائی جسمیں اُن چار سوالات کے مفصل جوابات ذہن نشین کرائے۔ جو ایک بہن نے مولانا مکرم کی خدمت میں پیش کیئے تھے سوالات حسب ذیل تھے:۔

۱۔ غیر مبایعین کا سوال۔ کہ سورج کی موجودگی میں چاند کی کیا ضرورت ہے؟ لہٰذا نبوت بند ہے۔
۲۔ خاتم النبیین کے معنی کیا ہیں؟
۳۔ مسیح موعودؑ نے حج نہیں کیا؟
۴۔ نماز کا فلسفہ کیا ہے؟

مولانا محترم نے اس امر پر نہایت درجہ خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ کہ ایسے علمی سوالات کا حل ایک مستورہ نے طلب کیا ہے۔ دینی علم کی ترقی کے واسطے ایسی دلچسپی نہایت امید افزا ہے۔ مولانا بالفضل اولانا نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہر چہار سوالات کے جوابات پر روشنی ڈالی۔ اور سادہ و سلیس طرز بیان میں ایسے اہم مسائل کو ذہن نشین کرادیا۔

سوال اوّل کے جواب میں آپنے فرمایا۔ کہ اگر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب ہیں۔ اور یہ آفتاب بتمام و کمال منصۂ شہود پر ہے۔ تو پھر تمام علماء۔ اولیاء۔ اقطاب محدثین و مجددین کا سلسلہ عبث ہے۔ کیونکہ یہ سب چھوٹی چھوٹی روشنیاں آفتاب عالمتاب کی موجودگی میں کالعدم کا حکم رکھتی ہیں لہٰذا ایسا کہنے والوں کا حق نہیں۔ کہ وہ تعلیم و تدریس علم دین

یا رہنمائی و رہبری کا دعویٰ کریں۔ کیونکہ آفتاب کی موجودگی میں انکا روشنی کرنا لغو ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ یہ خیال بالکل باطل ہے۔ بے بنیاد ہے۔ اور قطعاً غلط ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو پھر سوچ کے بعد مسیحؑ و مہدیؑ اور ہر صدی کے سرے پر مجدد کی پیشگوئی کرنیکی کیا ضرورت تھی۔ اور نبی صدیق ۔ شہید اور صالح لوگوں کی کیا حاجت تھی۔ نیز نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ علماء اُمّت اشر الناس ہو جائینگے۔ اُمّت کے ۷۳ فرقے ہو جائینگے انمیں سے ۷۲ علماء کی وجہ سے دوزخ میں جائینگے ۔ اور صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا۔ معلوم ہوا۔ ایسے علماء کا وجود نہایت خطرناک ہے پس یہ کہنا۔ کہ آفتاب کی موجودگی میں چھوٹی روشنیوں کی ضرورت نہیں۔ اور خود اسکے برعکس شمع کافوری بنکر "الہام کوروگوں" کی رہنمائی و رہبری کا دم بھرنا محض ایک دھوکا دہی ہے، اندریں حالات معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب رات ہے۔ تبھی تو ان روشنیوں کی ضرورت پڑی ؛

(۲) اسی سلسلہ میں آپ نے خاتم النبیین کے صحیح معانی کی تشریح فرمائی۔ فرمایا۔ کہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ آپ آخری روحانی باپ ہیں۔ اب آپ کے بعد کوئی باپ بنکر نہیں آسکتا۔ آپ نبوت کو ختم کرنیوالے نہیں۔ بلکہ نبیوں کے ختم کرنیوالے ہیں۔ یعنی روحانی باپوں کے۔ گویا اب وہی اس منصب نبوت کو پا سکتا ہے جو آپ کا روحانی فرزند ہو ؛

تیسرا سوال کہ مسیح موعودؑ نے حج نہیں کیا۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ حج بیت اللہ کے واسطے بعض ضروری شرائط ہیں مثلاً امن راہ اور صحت جسمانی کا ہونا ضروری و لابدی ہے مگر یہ دونو باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نہ پائی جاتی تھیں۔ پھر یہ خیال کہ مسیح موعودؑ کا حج کرنا ضروری ہے۔ قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت رسول کریم صلعم نے مسیح موعود و مسیح الدجال دونو کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ الحرمین الشریفین کفار کی دستبرد سے بکلی طور پر محفوظ و مصئون رہینگے۔ پس معلوم ہوا کہ اسکے معنی تاویل طلب ہیں۔ اور اس رؤیا کی تعبیر میں منحصر مثال اسکی یہ ہے۔ کہ ایک مکان کا طواف ایک سنتری بھی کرتا ہے۔ اور ایک نقب زن بھی۔ مگر دونو کی نیات مختلف و متضاد ہیں۔ بعینہٖ یہی صورت مسیح موعودؑ اور مسیح الدجال کے طواف کی ہے۔ پس جاننا چاہیئے۔ کہ مسیح موعودؑ اسلام کے حصنِ حصین کی حفاظت کریگا اور مسیح الدجال اُسکی تخریب کے درپے ہوگا۔ ان معنوں سے بھی حضرت مسیح موعودؑ کا حج ہو گیا۔ اور اگر با ایں ہمہ مخالفین مصر ہوں۔ کہ حج بہرحال ضروری ہے۔ تو پھر ایک جواب یہ بھی ہے۔ کہ حضرت صاحب کا حج بدل ہو چکا ہے اور اندریں صورت اعتراض کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ؛

چوتھے سوال کے متعلق آپ نے فرمایا۔ جس طرح جسمانی نشو و نما کیلئے خوراک کی ضرورت ہے۔ اسی طرح روحانی ترقی کے لئے نماز کی ضرورت ہے۔ یہ مومن کا معراج ہے، آپ نے نماز کی پابندی کی تاکید فرمائی۔ اور نماز کو بحضورِ دل پڑھنے کی خاص ہدایت کی۔ نماز کی برکات سے پوری طرح متمتع و مستفیض ہونیکی طرف توجہ دلائی اور اپنی بیش بہا نصائح سے ہماری رہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہر دو مولویصاحبان کو جزائے خیر دے۔ اور ہم سب بہنوں کو اسپر عمل کرنیکی توفیق عطا کرے۔ ان تقاریر سے مقامی بہنوں کے اندر ایک نئی روح پیدا ہو گئی ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ ؛ خاکسارہ صالحہ زوجہ ایاز از راولپنڈی

(محمد عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر سے شائع کیا)